مولانا محمد عیسیٰ منصوری
چیئرمین ورلڈ اسلامک فورم (برطانیہ)

(پہلی قسط)

تین دن آرزوؤں اور حسرتوں کی سرزمین میں

ترکی تقریباً ۵۰۰ سال تک اسلامی خلافت کا مرکز (کیپٹل) رہا ہے۔خلافتِ عثمانی سے مسلمانوں کی ہیبت، عظمت اور سطوت دنیا پر قائم تھی اور دنیائے کفر خوف زدہ رہتا تھا۔استنبول' مشرق و مغرب کا سنگم ہے۔یہ دنیا کا واحد شہر ہے جس کا ایک حصہ ایشیاء میں اور دوسرا یورپ میں ہے۔یہ شہر تقریباً سولہ سو سال سے متمدن دنیا کا کیپٹل رہا ہے۔تقریباً ہزار سال تک مشرقی عیسائیت کی بازنطینی سلطنت رومن امپائر کا کیپٹل تھا۔اس امپائر کی عملداری بھی یورپ، ایشیاء اور افریقہ تک محیط تھی۔پھر ۱۴۵۶ء سے خلافتِ عثمانیہ کا کیپٹل بنا۔عثمانیہ امپائر کی حدود رومن امپائر سے کہیں زیادہ وسیع تر تھیں۔یورپ کے ایک جنرل نے کہا تھا اگر ترکی قوم اور دردانیال میرے پاس ہو تو میں ساری دنیا کو فتح کر سکتا ہوں۔فرانس کے نپولین بونا پارٹ کا قول ہے۔اگر ساری دنیا ایک ملک بن جائے تو اس کا کیپٹل صرف استنبول ہی بن سکتا ہے۔

قرآن و حدیث اور خلافتِ راشدہ میں روم اور رومیوں سے جنگ کا جو تذکرہ ملتا ہے۔اس سے مراد موجودہ روم اور اٹلی نہیں بلکہ قسطنطنیہ (ترکی) کی مشرقی عیسائی سلطنت رومہ ہی ہے۔پیغمبر اسلام نے مدینۃ الروم میں قسطنطنیہ کی فاتح لشکر کی تعریف و توصیف فرمائی اور ان کے لیے جنت کی بشارت دی۔اس فضیلت کے حصول کے لیے دورِ خلافتِ راشدہ سے لے کر ہر دور میں مسلمان حکمران کوشاں رہے ہیں۔پہلا لشکرِ اسلام حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں یزید بن معاویہؒ کی سرکردگی میں گیا۔جس میں میزبانِ رسول حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بھی تھے۔آپ کی قبر مبارک بھی یہیں بنی۔لیکن قسطنطنیہ کی فتح کی سعادت نوعمر عثمانی سلطان محمد الفاتح کے لیے مقدر تھی۔قسطنطنیہ کی فتح درحقیقت مغرب پر اسلام کے غلبہ کا عنوان تھا۔

قسطنطنیہ' ناقابل تسخیر شہر:

عسکری اعتبار سے قسطنطنیہ کی فتح تقریباً ناممکن سمجھی جاتی تھی۔یہ دنیا کا سب سے مستحکم اور ناقابل تسخیر شہر سمجھا جاتا تھا۔شہر کے اردگرد یکے بعد دیگرے تین فصلیں تھیں اور درمیان میں ناقابل عبور خندق جو ساٹھ گز چوڑی، سو گز گہری تھی۔اور سب سے اہم بات یہ کہ یہ شہر پوری عیسائی دنیا کا مذہبی و سیاسی مرکز تھا۔اس پر آنچ آتی دیکھ کر پوری عیسائی دنیا اور سارا یورپ جان کی بازی لگا دینے کو تیار ہو جاتا تھا۔سلطان فاتح جب دیکھا کہ اہل قسطنطنیہ نے شاخ زرین (گولڈن ہارن) کے سمندر میں لوہے کی بھاری زنجیریں ڈال کر جنگی جہازوں کے لیے رکاوٹ کھڑی کر دی تو سلطان فاتح کی اولی العزمی نے ایسا محیر العقول کارنامہ کر دکھایا کہ راتوں رات ستر جنگی جہازوں کو دس میل طویل بلند و بالا پہاڑی سلسلے پر چلا کر گولڈن ہارن میں اتار دیا۔شجاعت کا یہ ناقابل تصور کارنامہ درحقیقت رسول اللہ ﷺ کا اعجاز ہے۔جو ایک وفادار امتی کے ہاتھوں ظاہر ہوا۔جس کے نتیجے میں ۲۹ مئی ۱۴۵۶ء میں گیارہ سوسالہ رومن امپائر کا خاتمہ ہو گیا اور سرورِ کائنات (ﷺ) کی پیش گوئی پوری ہوئی۔اِذَا هَـلَـکَ قَـیْـصَـر فَلَا قَـیْـصَـرا بَـعْـدَہ' جب قیصر ہلاک ہوا تو پھر کوئی قیصر نہیں ہوگا۔سلطان فاتح کے قسطنطنیہ کے فتح کے بعد سے استنبول تقریباً پانچ

سوسال تک اسلامی دنیا کا کیپٹل ومرکز رہا۔خلافتِ عثمانیہ رومن امپائر سے کہیں زیادہ وسیع تھیں۔تقریباً نصف یورپ (مغربی) پر ترکوں کی باقاعدہ عملداری تھی اور بقیہ یورپ (مغربی) پر آلِ عثمان کی دھاک اور رعب طاری رہا برطانیہ،فرانس، جرمنی تک کے اہم فیصلوں میں بابِ عالی (آلِ عثمان) کی رضامندی کو لحاظ رکھا جاتا تھا۔جس طرح آج مسلم ممالک کے تمام اہم فیصلے امریکہ کی منشاء ومرضی سے ہوئے ہیں۔خلافتِ عثمانیہ ہمیشہ یورپ کے دلوں میں کانٹے کی طرح چبھتی رہی اور یورپی ممالک اپنے مذہبی وسیاسی مرکز (استنبول) کے حصول کے لیے برابر کوشاں رہے۔مگر عثمانی سلاطین بارہا یورپ کی متحدہ طاقتوں کو شکست پر شکست دیتے رہے۔تمام ہی عثمان خلفاء کٹر اہل سنت حنفی اور تصوف کے سلسلوں سے وابستہ اور اسلام کی محبت سے سرشار تھے۔یہ خلفاء خلافِ منشاء معمولی باتوں پر بڑے سے بڑے سپہ سالار اور وزیر تک کو کھڑے کھڑے قتل کرادیتے۔مگر علماء ومشائخ کی سخت روتلخ تر باتیں سن کر بھی اُن کے آگے سر جھکا دیتے۔اُن کی ہمیشہ کوشش رہی کہ اُن کی جنگ مسلمان بادشاہوں کے بجائے یورپین اقوام وملکوں سے ہو۔تاریخ میں ایک نادر موقع ایسا بھی آیا تھا۔قریب تھا کہ مسلمان پوری دنیا کو فتح کر لیتے۔سلطان بایزید یلدرم جو اپنی شجاعت وبسالت اور جنگی تدابیر کے اعتبار سے یورپ کے لیے صاعقۂ آسمانی سے کم نہ تھا۔اسی وجہ سے یلدرم (بجلی) کے نام سے مشہور ہوگیا۔قریب تھا کہ پورے یورپ کو فتح کر لیتا اور امیر تیمورؒ بھارت،چین، جاپان کے جزائر پر اسلام کا پرچم لہرادیتا مگر قیصر قسطنطنیہ نے تیمور کو اکسا کر بایزید یلدرم سے ٹکرادیا۔اس طرح اسلام کی طاقت آپس میں ختم کرادی۔اس طرح قیصر کو مزید پچاس سال کی مہلت مل گئی۔سلطان بایزید یلدرم نے متحدہ یورپ کے گرفتار شدہ پچیس شہزادوں،بادشاہوں اور سپہ سالاروں کو یہ کہہ کر چھوڑ دیا تھا کہ جاؤ جنگ کی خوب تیاری کرو۔میں آئندہ سال اپنے گھوڑے رومہ اور (اٹلی) کے مشہور کلیسا سینٹ پیٹر باندھوں گا۔اسی طرح قریب تھا کہ سلطان سلیم پورے یورپ کا فاتح بن جاتا مگر یورپ کی صلیبی ریشہ دوانیوں نے ایران کے صفوی (شیعہ) حکمران کے آلہ کار بنا کر سلطان سلیم کو الجھادیا۔اسی طرح سلطان محمد فاتح مغربی یورپ کی فتح کے لیے نکل چکا تھا کہ اچانک دردِ نقرس سے انتقال کر گیا۔

عثمانی سلاطین کی تاریخ مغربی اقوام کی ذہنیت ونفسیات سمجھنے کا آئینہ ہے:

آلِ عثمان اور قسطنطنیہ کے قیاصرہ کی تاریخ وہ آئینہ ہے جس میں آج کا مسلمان موجودہ مغرب کی نفسیات، ذہنیت،،مکاری اور اسلام دشمنی کو سمجھ سکتا ہے۔مسلمانوں کا مغرب (یورپ) سے صحیح معنیٰ میں سابقہ ہی قسطنطنیہ کے قیصروں کے واسطوں سے پڑا۔ہر دور کے قیصر کا کردار مغربی سازش وعیار سیاست کا شاہکار رہا ہے۔لیکن عثمانی سلاطین بار بار متحدہ یورپ کی افواج کو میدانِ جنگ میں شکستِ فاش سے دوچار کرتے رہے۔قسطنطنیہ کے قیصر ایک طرف عثمانی سلاطین سے دوستی کا عہد وپیمان باندھتے اور اپنی خوبصورت نوعمر لڑکیاں نکاح میں پیش کرتے رہتے اور اپنے بیٹے اُن کی تربیت وخدمت میں بھیجتے رہے دوسری طرف خفیہ طور پر مسلسل پوپ کی خدمت میں حاضر ہوہو کر اُس کے ذریعے مذہبی جنگ کے شعلے بھڑکاتے رہے۔دوسری طرف عثمانی سلاطین کے خلاف ایشیائے کوچک وسطی ایشیاء اور مشرقی مسلم سلطنتوں کے ساتھ سازباز کرتے رہے۔قیصر کے ایلچی ان کے درباروں کے چکر کاٹتے رہے کہ ہم تمہیں پسند کرتے ہیں۔اور ترکی پر تمہارا اقتدار چاہتے ہیں۔امن ودوستی کے خواہش مند ہیں مگر کیا کریں۔امن ودوستی کی راہ میں وحشی آلِ عثمان رکاوٹ ہیں۔اس

طرح کبھی ایران کے شیعی حکمرانوں کو کبھی وسطی ایشیاء اور مصر کے حکمرانوں کو آلِ عثمان سے لڑاتے رہے۔قیصر کی ان مسلسل ریشہ دوانیوں اور سازشوں کی وجہ سے متعدد بار مغربی یورپ (فرانس، برطانیہ، جرمنی وغیرہ) فتح ہوتے ہوتے رہ گئے۔آج کے مسلمان اگر صرف شہزادہ جمشید کا واقعہ بغور پڑھ لیں تو موجودہ یورپ وامریکہ کی مکارانہ اسلام دشمن ذہنیت پوری طرح واضح ہوجائے۔سلطان محمد فاتح کے چھوٹے بیٹے ترکی شہزادہ جمشید کو یورپی بادشاہوں نے باقاعدہ دعوت دے کر بلایا کہ ہم تمہیں عسکری مدد دے کر تمہارے بھائی کی جگہ شہنشاہ بنانا چاہتے ہیں۔پھر اُسے مہرہ اور یرغمال بنا کر زندگی بھی اُس کے بھائی اور والدہ سے الگ الگ مسلسل لاکھوں کی رقمیں اور دیگر مراعات حاصل کرتے رہے۔دوسری طرف شہزادہ جمشید کو ذلیل کر کے اور اذیتیں دے دے کر مار دیا جاتا ہے۔یہ بڑی ہی عبرت انگیز تاریخی داستان ہے۔آج کا مغرب (امریکہ ویورپ) جو کچھ فلسطین، عراق، افغانستان اور دیگر مسلم ممالک میں آرہے ہیں۔اس کو سمجھنے کے لیے ترکی تاریخ کا مطالعہ ایک مسلمان کے لیے ناگزیر ہے۔

سٹیٹ روما کے پوپ اسکندر نے شہزادہ کو مرتد کرنے (عیسائی بنانے) کی کوشش کی ناکامی پر یونانی حجام مصطفیٰ کے ذریعے نیپلز میں زہر دے کر ہلاک کر دیا۔اس طرح سلطان محمد فاتح کا چھوٹا بیٹا جمشید ۹۰۱ھ میں ۳۶ سال کی عمر میں ۱۳ سال صلیبیوں کے مظالم سہتے ہوئے جاں بحق ہوا۔اس قضیے میں مسلمانوں کا سب سے بڑا نقصان یہ ہوا کہ جمشید کی وجہ سے سلطان بایزید ثانی باوجود عظیم بحری بیڑہ رکھنے کے غرناطہ (اسپین) کے مسلمانوں کی بروقت مدد نہ کرسکا۔اگر اسپین کے مسلمانوں کو بروقت مدد مل گئی ہوتی تو آج اسپین کی تاریخ کچھ اور ہوتی۔جمشید کے قتل کے بعد سلطان بایزید ثانی کے بحری بیڑے کے کمانڈر امیر البحر کمال نے وینس، اسپین، فرانس سمیت یورپ کے متحدہ بحری بیڑے کو شکست فاش دی مگر افسوس جب تک صلیبی طاقتیں اپنے مقصد میں کامیاب ہوچکی تھیں۔۸۹۷ھ تک اسپین سے اسلامی حکومت کا نام ونشان مٹا چکی تھیں۔

ترکی میں اسلام کے خلاف سب سے بڑی سازش:

خلافتِ عثمانیہ ہمیشہ یورپ کی صلیبی طاقتوں کے دلوں سے کانٹے کی طرح کھٹکتی رہی اور یورپ کی صدیوں کی ریشہ دوانیوں اور سازشوں کے باوجود ۱۹۲۴ء تک قائم رہی۔سالونیکا ترکی اور یونان کی سرحد پر تقریباً پونے دولاکھ آبادی کا ایک شہر تھا۔جس کی اکثر آبادی غیر مسلم خاص طور پر صفادی یہودیوں پر مشتمل تھی۔وہاں صیہونی صلیبی سازش سے دونمہ نام کی زیرزمین ایک تحریک کے ذریعے سینکڑوں یہودی خاندان بظاہر مسلمان ہوگئے۔یہ لوگ شادیاں آپس میں ہی کرتے اور خفیہ طور پر اپنی رسوم بجالاتے۔مگر خود کو مسلمان ظاہر کرتے۔اسی دونمہ سے ینگ ترک وجود میں آئی جس کا ظاہری عنوان ترکی کی آزادی خود مختاری اور اتحاد وترقی تھا۔پسِ پردہ حقیقی مقصد ترکی کا رشتہ اسلام سے کاٹ کر اُسے یورپ کا غلام بنانا تھا۔اب بیشتر خفیہ ریکارڈ سامنے آجانے کے بعد یہ بات پوری طرح ثابت ہوچکی ہے کہ ینگ ترک کے تمام اہم ارکان فری میسن کے ممبر اور نسلاً یہودی اور اسلام دُشمن اور یورپی طاقتوں کے آلۂ کار تھے۔ان کی خفیہ میٹنگیں فرانس اور برطانیہ کے سفارت خانوں میں ہوتی تھیں۔اتاترک اگرچہ ترکی کی آزادی وترقی کے نام پر آئے مگر انہوں نے ترک قوم کا رشتہ اسلام سے کاٹ کر انہیں مغربی کلچر وتمدن، ذہن وفکر، عادات واطوار کا اسیر بنادیا۔ترکی زبان کا رسم الخط عربی سے لاطینی کر کے ایک ہی رات میں پوری قوم کو اسلام اور ماضی سے کاٹ کر ان پڑھ بنادیا۔اتاترک کی عربی دشمنی کا یہ حال تھا کہ اذان ونماز تک عربی میں ادا کرنے کی ممانعت

کردی ہزاروں خواتین حجاب نہ اتارنے کے جرم میں اور ہزاروں مرد سر پر یورپی ہیٹ نہ لینے کے جرم میں قتل کر دیئے گئے۔اتاترک نے خلافتِ عثمانیہ کے شیخ الاسلام کے منہ پر قرآن پھینک مارا۔شراب و کباب، نائٹ کلب اور ہر مغربی فیشن ترقی کی علامت قرار دیا گیا۔ظلم و جور کی ایسی آندھی چلی کہ لاکھوں لوگ اپنا ایمان بچانے کے لیے چھوٹے قصبات، دیہات اور جنگلات کی طرف ہجرت کر گئے۔اتاترک نے اپنی دانست میں ہمیشہ کے لیے ترک قوم کا رشتہ اسلام، قرآن اور محمد رسول اللہ ﷺ سے کاٹ کر مغربی تمدن وفکر اور طرزِ حیات سے جوڑنے میں اپنی پوری قوت صرف کر دی۔اور آئینی طور پر ترکی فوج اور عدلیہ کو ان اسلام دشمن اقدامات اور دستور کا پاسدار بنا دیا۔اب اسلام پسند طبقہ خواہ انتخاب میں سو (۱۰۰) فیصد اکثریت حاصل کرے مگر جونہی اسلام کے نفاذ کی طرف قدم بڑھائے گا' فوج کو آئینی طور پر حق حاصل ہے کہ ان کو جیل میں ٹھونس کر کسی اتاترک کو اقتدارِ اعلیٰ پر براجمان کر دے۔چنانچہ ۱۹۵۰ء میں عدنان مندرس (جو انتخاب کے ذریعے سیکولر پارٹی کے وزیراعظم بنے تھے) نے جب پہلی بار عربی میں آذان دینے کی اجازت دی تو ترکی قوم (جس کے رگ و ریشے میں اسلام پیوست ہے) خوشی کے مارے سڑکوں پر سجدے میں گر گئی اور شکرانے کے طور پر ہزاروں مینڈھے قربان کیے۔مگر اتاترک کے آئین کی محافظ فوج نے اپنے منتخب وزیراعظم کو اس جرم میں پھانسی دیدی۔حال ہی میں موجودہ وزیراعظم طیب اردگان کو نماز پڑھنے کے جرم میں فوج وعدلیہ کے سامنے پیش ہونا پڑا۔نیز فوج نے ان کی اہلیہ کے لیے سرکاری تقریبات میں شرکت ممنوع قرار دے دی کیونکہ وہ سر پر اسکارف باندھنے کی مجرم ہیں۔حالیہ سفر میں ترکی کے باخبر حضرات سے پتہ چلا کہ اب بھی فوج اور عدلیہ کے اکثر بااختیار جنرل وجج فکراً ونسلاً دونمہ یعنی یہودی ہیں۔آج کل ترکی فوج نظریاتی طور پر تین گروپ میں منقسم ہے۔

(۱) امریکہ نواز۔(۲) یورپ نواز۔(۳) ترک قوم پرست۔مگر تینوں کا مشترکہ ایجنڈا اسلام دشمنی ہے۔فوج میں داخلے کی ابتدائی شرط شراب پینا نائیٹ کلب جانا اور بیوی کا بے پردہ ہونا ہے۔

تاریخ میں مسلمانوں کے خلاف سب سے بڑی صیہونی صلیبی سازش:

جیسا کہ ابھی عرض کیا سالونیکا شہر کی اکثر آبادی صفاری ان یہودیوں پر مشتمل تھی جو اسپین سے ہجرت کر کے آئے تھے۔۱۹۰۸ء میں ترکی کی تھرڈ آرمی نے اتاترک کے اشارے پر سلطان عبدالحمید کے خلاف پہلی بغاوت کی ینگ ترک کے انقلاب و بغاوت میں بنیادی کردار چھپے یہودیوں کا تھا۔ابراہیم ینگ، قرہ صو، ابروتوانستم روسوسم مزلیہ اور الفرڈصو، یاد رہے قرہ صوو، ہی صفاری یہودی تھا، جو سلطان عبدالحمید کے پاس فلسطین میں یہودیوں کی آبادکاری کی درخواست لے کر آیا تھا۔اور اس کے عوض خلافت عثمانیہ کے کروڑوں پونڈ کے قرضوں کی ادائیگی جدید اسلحہ کا کارخانہ اور عصری علوم کی عظیم الشان یونیورسٹی کی پیشکش کی تھی' جسے سلطان نے حقارت سے ٹھکرا کر وفد کو ذلیل کر کے نکال دیا تھا۔کچھ عرصے بعد ینگ ترک کی طرف سے سلطان کی معزولی کا پروانہ لے کر جو وفد گیا تھا اس میں بھی یہی یہودی قرہ صو شامل تھا۔برسوں پہلے اس وقت کے ترکی میں متعیّن برطانوی سفیر سرج لوتھر کی خفیہ جامع اور مفصل رپورٹ منظرِ عام پہ آچکی ہے۔جو اس نے برطانوی فارن آفس کے سربراہ سر ہارڈنگ اکے نام ۲۳ مئی ۱۹۱۰ء کو لکھی تھی جس کے مطابق سلطان عبدالحمید کا سب سے بڑا جرم یہ تھا کہ اس ظالم نے دو بار مشہور صیہونی لیڈر ہرٹزل کی پیشکش (فلسطین میں اسرائیل بنانے کی) ٹھکرادی تھی اور یہ شخص (سلطان عبدالحمید) صیہونی مقاصد کی راہ

میں ''رکاوٹ'' تھا۔سلطان عبدالحمید کے نظر بندی کے دور کی یادداشتوں میں بہت کچھ حقائق آ چکے ہیں۔اتاترک کے ینگ ترک پارٹی کی تقریباً پوری کابینہ صیہونی یہودیوں پر مشتمل تھی۔مثلاً وزیر مالیات جاوید بے،وزیر داخلہ طلعت بے وغیرہ۔ینگ ترک تمام تر یونانی بلغاری آرمینائی یہودیوں اقلیتوں نیز ترکی دُونما پر مشتمل تھی۔یہ سب لوگ فری میسن تھے۔صیہونیت نے فری میسن کے مقابل سلطان عبدالحمید کے بہت سے ساتھیوں مثلاً مصطفےٰ رشید پاشا،فواد پاشا،علی پاشا وغیرہ کو فری میسن بنادیا تھا۔یہ سب یورپ کی سامراجی طاقتوں کے ہاتھوں میں کھلونا تھے یہی حال انور پاشا،جمال پاشا اور طلعت پاشا کا تھا جو مغرب کے سیکولرازم کے حامی اور صیہونیت کے لیے نرم گوشہ رکھتے تھے۔ان سب کی سرپرستی برطانیہ عظمیٰ،فرانس امریکہ،جرمن اور آسٹریا کی یہودی تنظیمیں کر رہی تھیں۔یاد رہے اٹھارویں صدی عیسوی تک یورپی صیہونی مفادات ایک ہو چکے تھے اور یورپ کی سیاست، اقتصادیات اور پریس پر صیہونی پنجے گڑھ چکے تھے۔تفصیلات کے لیے سرتھامس آرنلڈ Sir Thamas Arnold اور مشہور مؤرخ آرنلڈ ٹائن بی Arnold Jtoyn be اور زیڈاین زین Z.N. Zeine کی تحریر میں دیکھی جاسکتی ہے۔

عربوں کی سنگین تاریخی غلطی:

حقیقت یہ ہے کہ اسرائیل اسی دن وجود میں آ گیا تھا جس دن اتاترک نے خلافت ختم کر کے سیکولرازم میں ترکی کی بنیاد رکھی تھی اور عرب رہنما برطانیہ،فرانس کے دامِ فریب میں آ کر محسن ترکوں کو اپنا دشمن سمجھنے لگے تھے۔معروف برطانوی جاسوس کرنل لارنس نے اسلامی اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کے لیے عرب نیشنل ازم کا صور پھونک کر عربوں کو ترکوں کے خلاف بغاوت کروائی تھی۔مفکر اسلام حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی لکھتے ہیں:

> ''اگر عربوں کی تاریخ کبھی صداقت و دیانت کے ساتھ لکھی جائے گی تو لکھا جائے گا کہ عربوں کی تاریخ کا سب سے تاریک دن یا منحوس گھڑی وہ تھی جب عربوں نے ترکی خلافتِ اسلامیہ کے خلاف علم بغاوت بلند کیا تھا۔جو مقاماتِ مقدسہ کی امین تھی اس سے بڑھ کر مہلک غلطی عربوں نے آج تک نہیں کی۔''
>
> (پرانے چراغ۔جلد دوم صفحہ ۹۳)

چنانچہ جب اتاترک نے خلافت کے الغاء کا اعلان کیا اس وقت برطانیہ کے وزیر خارجہ لارڈ کرزن Carzon نے برطانوی پارلیمنٹ میں بحث میں حصہ لیتے ہوئے کہا:''جس نکتہ پر ہم بحث کر رہے ہیں،وہ ہے ترکی جس کو ہم نے تباہ کر دیا ہے۔اب وہ کبھی سر نہیں اٹھا سکے گا۔اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے اس کی روح کو ختم کر دیا ہے۔وہ ہے اسلام اور خلافت (مارچ ۱۹۲۴ء)۔شیخ عبدالقدیم ذلوم Zallum نے ہاؤس آف کامن کی لائبریری سے اپنی کتاب How Khalafa was Distroyed کے صفحہ ۱۸۳ پر لکھا۔عثمانی خلافت کا قیام مسلمانوں کی نشاۃ ثانیہ تھی۔خلافتِ عثمانیہ کی تباہی کے بعد سمجھا جا رہا تھا کہ اب اسلام کا دمِ واپسیں ہے۔قسطنطنیہ کا قیصر اور یورپ کے نمائندے چنگیز خان،ہلاکو خان وغیرہ کے درباروں میں پہنچ کر اسلام کو ختم کرنے میں ہر طرح کے تعاون کی پیشکش کر رہے تھے۔ان نازک حالات میں عثمان خان کے ذریعے عثمانی سلطنت کے قیام کو ایک جملے میں دنیا میں مسلمانوں کی نشاۃ ثانیہ سے ادا کیا جاسکتا ہے اور اتاترک کے الغاء خلافت سے عالم اسلام پر مغرب کے ہمہ جہتی تسلط و غلبے اور بالادستی کا دور شروع ہوتا ہے۔خلافت کے سقوط کے بعد

مسلم ریاستوں کی حیثیت یہ رہ گئی ہے کہ مغرب کے کارندے (مسلمان حکمران) مغرب کی منشاء کے مطابق نظامِ ریاست چلا رہے ہیں اور مغرب یہ سب کچھ آج سے پانچ سو سال پہلے ہمارے ساتھ کر چکا ہوتا۔ جب تاتاریوں نے مسلم سلطنتوں کو تاراج کر ڈالا تھا۔ اس موقع سے فائدہ اٹھا کر یورپی طاقتیں مسلمانوں پر آخری اور بھرپور وار کرنے کے منصوبے بنا رہی تھیں کہ اللہ تعالیٰ کے غیبی نظام نے عثمان خان کے ذریعے سلطنتِ عثمانیہ کو وجود بخش کر مغرب کے ناپاک عزائم خاک میں ملا دیئے۔ پھر یہ عثمانی سلطنت پانچ سو سال تک یورپ کی یلغار کے سامنے ڈھال اور سپر بنی رہی۔ بلکہ عثمانی فوجیں یورپ کو روندتی رہیں اور اُن کی گستاخیوں پر پٹائی کرتی رہیں۔ صدیوں تک پورا یورپ عثمانی خلافت کے سامنے بے بس، دہشت زدہ اور لرزہ براندام رہا۔ سلطان سلیم کے مصر اور شام کی فتح کے بعد حرمین شریفین کی تولیت کی سعادت بھی عثمانیوں کو نصیب ہوئی اور یہ خادم حرمین شریفین کہلائے۔ واقعہ یہ ہے کہ عثمانی سلاطین نے اسلام و مسلمانوں کی خدمت کا حق ادا کیا۔ سلطان سلیم کے دور میں ایک مسلم خاتون نے وصیت کی کہ میرے ترکے میں سے کسی مسلمان قیدی کو آزاد کرایا جائے۔ تلاش بسیار کے باوجود پوری دنیا میں کوئی مسلمان کفار کی قید میں نہیں مل سکا۔ جبکہ الغائے خلافت کے بعد آج پوری ملتِ اسلامیہ مغرب کی یرغمال (قیدی) بنی ہوئی ہے۔ موجودہ سعودی حکمران بھی خادمِ حرمین شریفین کہلاتے ہیں۔ جو آج کل (جولائی ۲۰۰۶ء) فلسطین و لبنان میں اسرائیل کے بجائے فلسطینیوں اور حزب اللہ کو موردِ الزام ٹھہرا رہے ہیں۔ کیا اس بزدلی کے ساتھ دلوں میں ایمان باقی رہ سکتا ہے؟

یادش بخیر! بندہ ایک بار سنٹرل لندن میں کچھ احباب کے ساتھ ایک فلسطینی قہوہ خانے میں کافی پینے گیا۔ اس کے قریب ہی سعودی سرمائے سے ایک اسلامی کانفرنس ہو رہی تھی' اس کے کچھ لوگ قہوہ خانے میں کانفرنس کا تذکرہ کر رہے تھے۔ ایک صاحب کی زبان سے سعودی حکمرانوں کے لیے خادمانِ حرمین شریفین کا لفظ نکلنا تھا کہ اس کے سنتے ہی فلسطینی لڑکی جو ریسٹورنٹ کے کاؤنٹر پر بیٹھی ہوئی تھی' بول پڑی: لاخادم الحرمین بل خادم الحرامیین الامریکیین والبرطانیین۔

ہمارے مذہبی طبقے کی عصری احوال سے بے خبری:

گزشتہ صدی سے ہمارا سب سے بڑا المیہ مذہبی طبقے کا عصری تقاضوں سے ناواقف رہنا بلکہ اس ناواقفیت کو تقویٰ، بزرگی کی علامت سمجھنا ہے۔ چنانچہ ایک دور میں برصغیر کی مساجد کے جمعے کے خطبات میں غازی مصطفیٰ کمال کمال اتاترک کے خطبے دیئے جاتے رہے۔ ۱۹۵۶ء جب مفکرِ اسلام مولانا ابوالحسن علی ندویؒ نے ترکی کے سفر میں ترکی اہل دین ودانش سے ملاقات کے بعد اتاترک کے بارے ہے۔ دبی زبان سے حقائق بیان کرنا چاہے تو برصغیر کے اکثر مذہبی طبقے نے اس سے ناگواری محسوس کی بلکہ اب بھی ہمارے اہل قلم ودانش حقائق سے آنکھیں چرا رہے ہیں۔ چنانچہ پاکستان کے معروف کالم نگار ارشاد احمد حقانی صاحب جو بزعم خود اسلامی تعلیم اور فہم اسلام کی بڑی اسناد رکھتے ہیں۔ جب چند سال پہلے ترکی گئے تو اتاترک کی تعریف وتوصیف میں درجنوں کالم لکھ ڈالے۔ یہ کہیں انسانی فطرت پر غلامی کے اثرات تو نہیں؟ بقول اقبال:

غلامی کیا ہے ذوقِ حسن و زیبائی سے محرومی جسے زیبا کہیں آزاد بندے ہے وہی زیبا
بھروسہ کر نہیں سکتے غلاموں کی بصیرت پر کہ دنیا میں فقط مردانِ حر کی آنکھ ہے بینا

شاعرِ مشرق علامہ اقبال کا انتقال اُس وقت ہو گیا تھا جب اتاترک کے اسلام دشمن عزائم پوری طرح بے نقاب